پیغمبرؐ کی اخلاقی سیرت پر ایک نظر

مؤلفین: عسکر آرمون اور حجۃ الاسلام عبداللہ اسدی

مترجم: مولانا ظہیر عباس

خلاصہ

انسان کو اخلاق اور تربیت کے بالاترین مقامات حاصل کرنے کے لئے ایک معیاری سرمشق کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم اور دین کے پیشواؤں اور ائمہ معصومینؑ کی روایات کے مطابق سب سے بہتر اور سب سے زیادہ مناسب اسوہ، ''رسول گرامی'' کی ذات ہے۔ یقیناً آپ کی پیروی اس دنیاوی زندگی میں حیات طیبہ اور اخروی زندگی میں سعادت تک پہونچاتی ہے۔

اس لحاظ سے، دنیا اور آخرت میں امنیت اور اطمینان کی منزلوں تک پہونچنے کے لئے پیغمبر اکرمؐ کی اخلاقی اور تربیتی سیرت اور آداب کا جائزہ لینا اور آنحضرت کو نمونہ قرار دینا لازم اور ضروری ہے۔

زیرِ مطالعہ مقالہ ''پیغمبر اکرمؐ کی انھیں تربیتی اور اخلاقی خصوصیات پر مشتمل ہے اس تحریر کا مقصد ہی، رسول اعظم (ص) کے اخلاق وآداب، ان کی عملی سیرت، کلمات اور بیانات سے آشنا ہونا ہے۔

مقدمہ

انسان اس وقت اشرف مخلوقات کہے جانے کے لائق ہے جب انسانی اخلاق اور تربیت کا مالک ہو، ورنہ وہ ایک ایسا خطرناک مخلوق ہے جو اپنی ذہانت سے استفادہ کرکے پرسکون اور آباد دنیا کو برباد اور جلا کر راکھ کرسکتا ہے اور اپنے ہدف تک پہونچنے اور دنیاوی فائدوں کو حاصل کرنے کے لئے وہ جنگ اور فتنہ برپا کرسکتا ہے، دوسرے انسانوں کا بے رحمی سے استحصال کرسکتا ہے، مظلوم انسانوں کے گھروں اور ان کی پناہ گاہوں کو غصب کرسکتا ہے اور بے گناہوں کا خون بہا سکتا ہے۔

مہذب رویہ اور درست سماجی آداب، انسانی اخلاق کا حصہ ہیں؛ انبیاء اور معصومین علیہم السلام نے اس سلسلہ میں تاکید کے ساتھ نصیحت فرمائی ہے۔ پیغمبر اکرمؐ اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی طرز زندگی پر غور و فکر کرکے اسلامی معاشرے کے لئے اخلاقی اعمال اور افعال کا معیار طے کیا جاسکتا ہے۔

اسلام کی نظر میں، انسان ایک اجتماعی اور تربیت پذیر مخلوق ہے جس کا اخلاقی رشد اور کمال معاشرے کے درمیان ہی انجام پاتا ہے، اسی لئے اسلام نے انسانی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے اخلاقی نصیحتوں کے ساتھ ساتھ تربیت کا مخصوص انداز بھی پیش کیا ہے۔

خداوند عالم نے انسان کو ایسا بنایا ہے جو فطری طور پر کمال اور انسانی اور اخلاقی فضیلت کا طالب ہوتا ہے۔ انسان کا دل باکمال افراد اور معنوی اور حقیقی خوبیوں سے آراستہ افراد کی تلاش میں رہتا ہے اور بے ساختہ ان کی تعریف بھی کرتا ہے۔ اللہ کے رسولوں کی کامیابی کا راز، پاک اور آمادہ دلوں کو جذب کرنے میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اولیائے خدا اپنے دور کے جامعِ فضائل و مناقب اور شائستہ ترین افراد میں سے تھے حقیقت کے متلاشی اور سعادت کے خواہشمند افراد جو بیدار ضمیر اور متحرک عقل کے مالک ہیں، اپنے مذہب اور عقیدے کو ملحوظ خاطر رکھے بغیر اولیائے الٰہی کی زندگی اور ان کے سیرت و کردار کا مطالعہ کرتے ہیں اور جان و دل سے ان پر شیفتہ ہو جاتے ہیں اور بہت سے معاملات میں ان کی سیرت اور ان کے اخلاق کا مطالعہ، مشتاق دلوں کو حق اور حقیقت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

یقین سے کہا جاسکتا ہے تربیت کے باب میں ائمہ اطہار علیہم السلام کی تعلیمات جو ولادت سے لیکر موت تک انسان کی پوری زندگی پر مشتمل ہے، معاشرے کی اصلاح اور اسلامی مدینہ فاضلہ کا روشن راستہ ہے۔

اصطلاحات کی تعریف

سیرت: لغت کی کتابوں میں سیرت کے متعدد معنی بیان ہوئے ہیں۔ راغب اصفہانی کے مطابق سیرت، انسان اور غیر انسان کی حالت کا نام ہے، چاہے وہ حالت جبلی (فطری) ہو یا اکتسابی۔[۱] مجمع البحرین میں

۱۔ راغب اصفہانی، ص ۲۴۷، ۱۴۱۴ھ

بھی ''سیرت'' کا معنی طور و طریقہ اور حالت بیان ہوا ہے۔[۱]

شہید مطہری کی نظر میں، سیرت، اس روش، اندازِ عمل اور کردار کا نام ہے جس میں تکرار اور استمرار پایا جائے، اس طرح کہ ایک مدت کے بعد وہی روش، کردار کا قاعدہ اور قانون بن جائے۔[۲]

اس مطالعہ میں عملی سیرت سے مراد، حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انفرادی، گھریلو اور سماجی طرز زندگی ہے اور نظری سیرت سے مراد، تربیت اور اخلاق کی روش کے بارے میں آنحضرت کے نظریات کا جائزہ لینا ہے جو آپؐ سے منقول حدیثوں اور معتبر روایات میں بیان ہوئے ہیں۔

تربیت: انسان کی حقیقت ایک ایسا موضوع ہے جس میں مختلف مذاہب کے مفکرین اور نظریہ پردازوں کے نظریات کے اختلاف کی وجہ سے اس کی تعریف، اس کی غرض اور اس کی حقیقت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

''تربیت'' کی اصل ''رب'' سے مشتق ہے اور لغوی لحاظ سے نشو و نما پانا، کمال کی طرف بڑھنا، اضافہ ہونا اور مرغوب یا قیمتی بنانا، کے معنی میں ہے۔

شہید مطہری کے نظریہ کے مطابق کسی چیز کے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کی پرورش کرنا اور اس کو نکھارنا، تربیت ہے۔[۳]

اخلاق: اخلاق کی اصل خُلق اور خَلق ہے جس کے معنی مزاج، طبیعت اور فطرت کے ہیں۔ مشہور و معروف ڈکشنری ''لسان العرب'' میں ہے کہ ''خُلق'' اور ''خَلق'' کی اصل ایک ہے؛ دونوں کے معنی پیدا کرنے اور خلقت کے ہیں، جیسے ''شَرب'' اور ''شُرب'' (پینا)۔ یعنی خُلق اور خَلق میں تلفظ کے لحاظ سے فرق پایا جاتا ہے معنی کے لحاظ سے نہیں۔ لیکن عام طور پر دونوں کو الگ الگ مقامات پر استعمال کیا جاتا ہے؛ اصل میں ''خُلق'' اور ''خُلُق'' سے مراد، شخص کی باطنی اور ناپائیدار شکل ہے جو بصیرت (دل کی آنکھ) سے نظر آتی ہے؛ اس کے مقابل ''خَلق''

۱۔ طریحی نجفی، ص۱۰۵، ج۳، ۱۳۹۶ھ

۲۔ شہید مطہری، ص۷۲، ج۱۶، ۱۳۷۵

۳۔ مطہری، ص۲۱، ۱۳۷۵

انسان کی ظاہری شکل کو کہا جاتا ہے جس کو سر کی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔[1]

بعض مفکرین کی نظر میں، اخلاق سے مراد ہر طرح کی ''نفسانی صفت'' جس کے باعث پسندیدہ یا ناپسندیدہ کام وجود میں آتے ہیں؛ چاہے وہ باطنی نفسانی صورت استوار اور پائیدار ہو یا ناپائیدار اور چاہے غور وفکر کے ساتھ انجام پائے یا بغیر غور وفکر کے۔

شہید مطہری کی نظر میں اخلاق کی وہ تعریف مقبول ہے جس میں زندگی بسر کرنے کی کیفیت اور اوصاف و خصوصیات کے بارے میں گفتگو کی گئی ہو؛ زندگی بسر کرنے کی کیفیت کا تعلق انسان کے اعمال اور گفتار سے ہوتا ہے لیکن اوصاف اور خصوصیات کا تعلق اس کے نفس کی صلاحیت سے ہوتا ہے۔[2]

مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اخلاق ان مفاہیم اور اقدار کا حامل ہوتا ہے جو فرد اور معاشرے سے باہر وجود میں آتے ہیں، اجتماع سے ماوراء، خارجی وجود رکھتے ہیں۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لائق ترین نمونۂ عمل

پیغمبر اعظمؐ ''خُلق عظیم'' اور ''رحمۃللعالمین'' ہونے کی وجہ سے ہر زمانے میں تمام انسانوں کے لئے، اخلاقی خوبیوں کا نمونہ اور سر مشق رہے ہیں۔ بشریت کے لئے بہترین، کامل ترین عبارت اور حقیقی سر مشق، سب کے ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔ اخلاق اور کریمانہ کردار کا حامل ہونے کی وجہ سے ہی آپ نے ۲۳سال کی مدت میں لاتعداد گمراہ دلوں کو مذہب اسلام کا عاشق بنا دیا۔

پیغمبر اکرمؐ کی عظمت کے بیان میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ خداوندعالم نے آنحضرت کی تکریم اور تجلیل کے لئے قرآن میں ''یا ایھا الرسول[3]'' اور ''یا ایھا النبی[4]'' جیسے القاب سے یاد کیا ہے۔

اسی طرح پیغمبر اسلام (ص) کی عظمت اور بزرگی کی حد، اس درجہ تھی کہ خدا نے آپ کی زندگی کی قسم

۱۔ ابن منظور، ص ۱۹۴، ج ۴، ۱۴۱۶ھ

۲۔ مطہری، ص ۲۲، ۱۳۷۸

۳۔ سورہ قلم، آیت نمبر ۴

۴۔ سورہ انبیاء، آیت نمبر ۱۰۷

کھائی ہے: "لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ[1]" (اے رسول) آپ کی زندگی کی قسم! یقیناً وہ بد مستی میں مدہوش ہیں۔

اس کے علاوہ، قرآن کریم نے حضرت رسول گرامیؐ کو اسوہ حسنہ قرار دیتے ہوئے تاکید کی ہے کہ سب کو آپ کی پیروی کرنا چاہیئے "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[2]" بتحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔ اسی طرح خداوند عالم نے اس رسول گرامی کے لئے فرمایا ہے: "وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ[3]" اور بے شک آپ اخلاق کے عظیم مرتبے پر فائز ہیں۔ اسی طرح دوسری آیت میں، خدا نے مؤمنوں کو امر کیا ہے کہ وہ نبی اکرمؐ کے احکام کی تعمیل کریں اور آپ کے فرامین کی اطاعت کریں اور جن چیزوں سے روکا ہے انھیں ترک کر دیں: "وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا[4]" دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: "وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ[5]" اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

سعد بن ہشام[6] بیان کرتے ہیں: "میں نے حضرت رسول اکرمؐ کی زوجہ، عائشہ سے پیغمبر خداؐ کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے اس کے بارے میں کہا: کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ تو انھوں نے کہا: "قرآن ہی پیغمبرؐ کا اخلاق ہے۔"" [7]

مذکورہ بالا روایت نے نبی اکرمؐ کے اخلاق کو قرآن سے تشبیہ دی ہے، یعنی اگر کوئی قرآن کا حقیقی اور عملی نمونہ دیکھنا چاہتا ہے تو اسے حضرت کے اخلاق کا جائزہ لینا چاہیئے تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ قرآن میں حضرت کا اخلاق، بصیرت اور کردار کس طرح نمایاں ہے۔

۱۔ سورہ حجر، آیت نمبر ۷۲
۲۔ سورہ احزاب، آیت نمبر ۲۱
۳۔ سورہ قلم، آیت نمبر ۴
۴۔ سورہ حشر، آیت نمبر ۷
۵۔ آل عمران، آیت نمبر ۱۳۲
۶۔ سعد بن ہشام دور اول کے مسلمانوں میں شمار ہوتے ہیں۔
۷۔ فیض کاشانی، ص ۲۱، ج ۴، ۱۳۷۸

اسی طرح حضرت علیؑ نے پیغمبر خداؐ کو لائق پیروی بتایا ہے اور آپ کی سیرت کو سب کے لئے کافی جانا ہے، لہٰذا فرمایا: نبی خدا کا طور وطریقہ، تمہارے آئیڈیل کے لئے کافی ہے اور دنیا کی کمی وکاستی اور اس کی بدی و رسوائی سے حفاظت کے طور پر تمہارے لئے بہترین رہنما ہیں۔ للہٰذا طیب وطاہر پیغمبر سے وابستہ ہو جاؤ کیونکہ ان کا طور طریقہ، عظمت وبزرگی کے متلاشی کے لئے زبردست سرمایہ ہے۔ خدا کے نزدیک سب سے محبوب بندہ وہ ہے جو اس کے پیغمبر کی پیروی کرے اور آپ کے نشانِ قدم پر اپنا قدم رکھے۔[1]

حضرت امام صادقؑ پیغمبر اکرمؐ کو سر مشق بنانے کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں: ''اني لأكره للرَّجلِ أن يموتَ وقد بقيتْ عليه خُلَّةٌ من خلالِ رسولِ الله (صلی الله علیه وآله) لم يأتها'' مجھے پسند نہیں ہے کہ کوئی مسلمان مر جائے اور وہ اپنی زندگی میں ایک بار بھی رسول خداؐ کی سنت پر عمل نہ کرے۔

پیغمبر اکرمؐ کی عملی سیرت اور احادیث میں تربیت

خدا کے رسولوں میں روحانی، عرفانی اور معنوی کشش، اس قدر رہی ہے کہ آج بھی جب ماہر اسلامی مفکر ،ان ہستیوں کی تربیت اور اخلاق کا ایک قطرہ بھی راہ حقیقت کے تشنہ کاموں کے حلق میں ڈالتے ہیں تو وہ انھیں مدہوش کر دیتا ہے اور حق وحقیقت کے متلاشی کو انبیاء اور اولیائے الٰہی کے گرد جمع کر دیتا ہے۔

اور تو اور، انبیاء اور اولیائے الٰہی سے محبت کرنا، صرف مسلمانوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام مذاہب کے درمیان بہت سے مفکرین ہیں جنہوں نے علمی اور عملی سیرت کے موضوع پر، اللہ کے رسولوں، ائمہ طاہرین (ع) اور بالخصوص پیغمبر اکرمؐ کی لاتعداد حدیثوں اور روایتوں کو جمع کیا ہے اور اس کی تشریح کرکے کتاب کی شکل میں شائع بھی کیا ہے۔

للہٰذا پیغمبر اکرمؐ کی بعض خصوصیات، آپ کی اخلاقی خوبیاں اور عملی وتربیتی سیرت کا جائزہ، چار پہلوؤں سے لیا جائے گا؛ معنوی اخلاق کی تربیت، فردی اخلاق کی تربیت، معاشی اخلاق کی تربیت اور اجتماعی اخلاق کی تربیت۔

۱۔ دشتی، خطبہ ۱۶۰، ۱۳۸۲

الف) معنوی اخلاق کی تربیت

تربیت کے مختلف پہلو ہوتے ہیں؛ معنوی، احساساتی، سماجی اور فردی و۔۔۔۔تربیت کا سب سے اہم پہلو معنوی تربیت ہے، تربیت کے زیادہ تر ماہرین کی نظر میں، تربیت کا یہ پہلو دوسرے پہلوؤں کی بنیاد ہے۔ یہ دیندار انسان کے طرز عمل اور کردار کا بنیادی اور اصلی جوہر ہے۔ دینی اور غیر دینی تربیت کے درمیان اصلی فرق، معنوی تربیت ہی ہے۔ معنوی تربیت کا اصلی محور "خدا" ہے اور خدا محوری کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا اعمال و کردار الٰہی معیار کے مطابق ہو۔ تربیت کی اس قسم میں، انسان کی روحانی تربیت، انسان اور خدا میں ارتباط کے مواقع فراہم کرنا اور قرب الٰہی تک پہونچنے کے لئے انسان کو تیار کرنا، شامل ہے۔ انبیاء اور ائمہ اطہارؑ نے اس پہلو پر بہت زور دیا ہے اور ان ہستیوں نے زندگی کے تمام میدانوں میں، معنوی تربیت کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔

ایمان اور معنوی تربیت کا سب سے بڑا اثر آدمی کا نفسیاتی سکون و اطمینان ہے: "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ[1]" (یہ لوگ ہیں) جو ایمان لائے ہیں اور ان کے دل یادِ خدا سے مطمئن ہو جاتے ہیں یاد رکھو! یاد خدا سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔

پیغمبر اکرمؐ کے نظریات کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ آداب اور سماجی و اخلاقی کردار کے علاوہ، موجودہ نسل اور مستقبل کے معاشرے کو معنوی اور دینی تربیت کے نکات سے آگاہ کرانا چاہیئے۔اس طرح موجودہ نسل، اپنے کائنات کے مبداء حقیقی سے متصل ہونے کے ساتھ ساتھ، ان میں اعتماد بہ نفس اور استقلال کی طاقت اور زندگی کی لاتعداد مشکلات کے مقابل ڈٹے رہنے کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔

معنوی اخلاق کی تربیت کے بعض پہلوؤں کے ذیل میں پیغمبر اکرمؐ کی عملی اور نظری سیرت کا جائزہ لیا جائیگا:

۱۔ خدا کی عبادت

دین اسلام میں عبادت، تربیت کی کاروائیوں کا اٹوٹ حصہ ہے۔ درحقیقت عبادت، تخلیق کا ہدف، حق سے تقرب اور حقیقی کمال تک پہونچنے کا راستہ ہے اور ساتھ ہی ساتھ بشر کی سماجی اور اخلاقی تربیت کا مقدمہ بھی ہے۔

۱۔ سورہ رعد، آیت نمبر ۲۸

حقیقت میں، پروردگار کی عبادت اور بندگی خدا کی راہ پر چلنا، ایسا کام ہے کہ جس کے بغیر بشر حقیقی بلندی اور کمال تک نہیں پہونچ سکتا اور سعادت کی سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتا۔ قرآن کریم کی آیتوں کے مطابق بشر کی تخلیق اور نبیوں کی بعثت کا مقصد، خدا کی بندگی اور عبادت ہے[۱] جو بشر کے سنِّ بلوغ سے لیکر، دم نکلنے سے پہلے تک جاری رہتا ہے: ''وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ [۲] ''اور اس وقت تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہئے جب تک کہ موت نہ آجائے۔

انبیاء اور ائمہ اطہارؑ ایک لحہ کے لئے بھی خدا کی عبادت اور مناجات سے غافل نہیں تھے، بندگی اور عبادت کی روح ان کے تمام اعمال پر غالب تھی، اس طرح کہ اس خصوصیت نے انھیں پروردگار کے احکام کے مقابل سراپا مطیع بنادیا تھا اور وہ رب کی مرضی کو اپنی خواہشات پر ترجیح دیتے تھے۔

حضرت رسول گرامی اسلامؐ کے انداز عبادت کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ: آنحضرت جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو خدا کے خوف سے آپ کے چہرے کا رنگ اُڑ جاتا تھا اور ان کا دل اس طرح دھڑکنے لگتا تھا جس طرح ایک خوفزدہ اور وحشت زدہ انسان کا دل دھڑکتا ہے۔[۳]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ پیغمبر اکرمؐ جب نماز پڑھتے تھے لگتا تھا جیسے کوئی کپڑا ایک گوشہ میں پڑا ہوا ہے (سابق حوالہ)۔ اسی طرح ایک روایت کے مطابق عائشہ بیان کرتی ہیں: ''رسول خداؐ سے بات کرنے کے دوران جیسے ہی نماز کا وقت ہوتا، آپ پر ایسی حالت طاری ہوتی کہ نہ آپ ہمیں پہچانتے تھے اور نہ ہم آپ کو۔[۴]

مفید الدین طوسی نقل فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت علیؑ نے محمد بن ابی بکر کو مصر کی گورنری عطا کی، ان کے لئے ایک آئین نامہ ان کے لئے تحریر کیا اور اس کے ضمن میں فرمایا: ''اپنے رکوع اور سجدوں کا خیال رکھنا، کیونکہ؛ رسول خداؐ کی نماز تمام لوگوں سے کامل تر تھی لیکن اس کے باوجود سب سے آسان اور مختصر ہوتی۔''[۵]

۱۔ سورہ ذاریات، آیت نمبر ۵۶، ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ'' میں نے جنات وانسان کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

۲۔ سورہ حجر، آیت نمبر

۳۔ نوری، ص ۲۶۳، ج۱، ۱۴۰۸ھ

۴۔ سابق حوالہ، ص ۲۶۴

۵۔ صدوق، ۱۵۶، ۱۴۰۸ھ

رسول اکرمؐ کی عبادتوں کے درمیان، کوئی عبادت نماز کے برابر نہیں تھی۔ نماز آنحضرت کی محبوب ترین عبادت اور آپ کے آنکھوں کا نور تھی۔[۱]

پیغمبر اعظمؐ نے اس سلسلہ میں، ابوذرؒ سے فرمایا: ''اے ابوذر! خداوند عالم نے میری آنکھوں کا نور نماز میں قرار دیا ہے اور اسے میری نظروں میں اس قدر محبوب بنادیا ہے جس طرح بھوکے لئے کھانا اور پیاسے کے لئے پانی ہوتا ہے؛ (بس فرق یہ ہے کہ) بھوکا کھانا کھا کر اور پیاسا پانی پی کر سیر اور سیراب ہو جاتا ہے لیکن میں نماز سے سیر نہیں ہوتا۔''[۲]

آنحضرت کی عبادت کا ایک عظیم ترین ظہور یہ تھا کہ آپ تمام حالات میں خدا کے احکام کے مقابل تسلیم رہتے تھے اور آپ کی توجہ ہمیشہ اس کی بارگاہ میں ہوتی تھی۔ جو حق کے مقابل تسلیم رہتے ہوئے اپنا رخ خدا کی جانب رکھتا ہے، یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے دینداری کا بہترین اور برترین ثبوت دیا ہے۔ خداوند عالم نے فرمایا: ''وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ[۳]''اور اس سے اچھا دیندار کون ہو سکتا ہے جو اپنا رخ خدا کی طرف رکھے اور نیک کردار بھی ہو۔

آسمانی کتابوں کے درمیان خدا کا یہ کلام صرف یہاں سے مخصوص ہے اور خدا کے مقابل تسلیم ہونے کو بیان کرتا ہے۔ قرآن کریم نے پیغمبر اکرمؐ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ[۴]''کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری عبادتیں، میری زندگی، میری موت سب اللہ کے لئے ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

پیغمبر اکرمؐ، عبادت کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں: خَيْرُكُمْ مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ وَ أَفْشَى

۱۔ حاکم حسکانی، ص ۵۰۴، ۱۴۱۱ھ
۲۔ حر عاملی، ص ۳۱۲، ج ۱۵، ۱۴۰۹ھ
۳۔ سورہ نساء، آیت نمبر ۱۲۵
۴۔ سورہ انعام، آیت نمبر ۱۶۲ و ۱۶۳

السَّلامَ وَ صَلّٰی بِاللَّیلِ وَ النَّاسُ نیامٌ " تم میں بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو کھانا کھلائے اور ہر ایک کو سلام کرے اور جس وقت لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھے۔[1]

۲۔ توکل بخدا

تربیت کا ایک کامیاب ذریعہ، توکل بخدا ہے۔ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ جفاکش انسان، اپنا کام خدا کے سپرد کر دے اور صرف اسی سے اپنی مشکلات کا حل چاہے؛ وہ خدا جو اس کی ضرورتوں کا علم رکھتا ہے اور اس پر شفیق و مہربان ہے وہ اس کی ہر مشکل کو حل کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ جس میں توکل کا مزاج پایا جاتا ہے وہ ہرگز ناامید نہیں ہوتا اور مشکلات کے مقابل میں کمزوری اور عاجزی کا احساس نہیں کرتا اور مشکل ترین حادثات میں ڈٹا رہتا ہے اور یہی عقیدہ و مزاج، اس کے نفس میں ایسی طاقت دیتا ہے جس سے وہ مشکلات کو شکست دے سکتا ہے۔ دوسری طرف، غیبی امداد کہ جس کی بشارت، توکل کرنے والوں کو دی گئی، اس کی مدد کے لئے بڑھتے ہیں اور اسے شکست اور ناتوانی سے بچاتے ہیں۔

تمام امور کی پایۂ تکمیل میں نبی اکرم (ص) کا اصلی توشہ، بالخصوص آپ کی رسالت کے دور میں محنت و مشقت اور سعی و کوشش کے ساتھ ساتھ "توکل" تھا۔ اسی سلسلہ میں قرآن کریم کی آواز میں آواز ملا کر فرماتے ہیں: "قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ[2] " آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے میرا خدا کافی ہے اور بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ امور کی انجام دہی میں توکل بخدا کے بارے میں فرماتے ہیں: "مَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللهِ كَفاهُ مَؤُنَتَهُ وَرِزْقَهُ مِنْ حَيْثُ لايَحْتَسِبُ"[3] جو شخص خدا پر توکل کرے، خداوند اس کے اخراجات کے لئے کافی ہے اور اسے ایسی جگہوں سے رزق عطا کرے گا جہاں کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

اسی طرح آنحضرت فرماتے ہیں: "اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ وَما مِنَّا [إِلَّا] وَلٰكِنَّ اللهَ يُذْهِبُهُ التَّوَكُّل"[4] بدشگنی لینا

۱۔ صدوق، ص ۱۰۳، ج ۱، ۱۴۰۴ھ
۲۔ سورہ زمر، آیت نمبر ۳۸
۳۔ متقی ہندی، ص ۱۰۳، ۱۴۰۹ھ
۴۔ قزوینی، ص ۱۱۷، ج ۲، ۱۴۲۵ھ

شرک ہے اور ہم میں سے کوئی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ بدشگنی لینے کا شکار ہوتا ہے لیکن خداوند عالم توکل کی خاطر اس کا اثر ختم کر دیتا ہے۔

ایک روز رسول اسلامؐ نے بے کار لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا تو فرمایا: "مَا اَنتُمۡ؟" تم لوگ کیا کرتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: "نحن المتوکلون" ہم توکل کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "لَا، بَل اَنتُم المُتَوکلون" ہرگز نہیں، تم لوگ بوجھ ہو۔[۱] یہ روایت بیان کرتی ہے کہ سعی و کوشش کے بغیر توکل کرنا، عبث اور فضول ہے۔ توکل، اس صورت میں قابل تحسین اور نتیجہ خیز عمل ہے جب سعی و کوشش کے ساتھ ہو۔

پیغمبر اکرمؐ غیر خدا پر توکل کے اثر کے بارے میں پروردگار کی جانب سے پیغام دیتے ہوئے بیان فرمایا: "مَا مِنۡ مخلوقٍ یَعۡتَصِمُ بِمَخۡلُوق دُونِي، اِلَّا قَطَعۡتُ أَسۡبابَ السّماواتِ وَالأرضِ دُونَه، فَإِن سَأَلَنِي لَمۡ أُعۡطِه، وَإن دَعَانِي لَم أُجِبۡه" (طوسی، ۱۴۱۴ھ، ص ۵۸۵)؛ خداوند عزوجل فرماتا ہے (یہ تو اچھا ہے کہ) کوئی مخلوق میرے علاوہ دوسرے پر اعتماد نہیں کرتی، ورنہ میں زمین و آسمان کے اسباب اس کے لئے قطع کر دیتا، پھر اگر وہ مجھ سے طلب کرتا تو میں اسے عطا نہیں کرتا اور اگر مجھے پکارتا رہتا تو میں اس کا جواب نہیں دیتا۔

ب) فردی اخلاق کی تربیت

پیغمبر اکرمؐ کی گہربار زندگی، معنویت، طہارت و پاکیزگی اور شفقت و مہربانی سے سرشار ہے۔ آنحضرت کا فردی اخلاق اور طرز زندگی، محبت و مہربانی، خوش خلقی، صداقت، علم و دانش، ایثار و بخشش اور دلیری کے اعتبار سے ایک کامل انسانی مثال ہے۔

ذیل میں حضرت پیغمبر اکرمؐ کی فردی تربیت کے آداب ملاحظہ ہوں:

۱۔ علم و دانش

انبیاء اور ہمارے پیشوا اور امام، سب بشریت کے عظیم ترین معلم تھے۔

۱۔ نوری، ص ۲۱۷، ج ۱۱، ۱۴۰۸ھ

قرآن اور اسلامی روایات کے مطابق، پیغمبروں کے علم و دانش کا اصلی سرچشمہ، خدا کا لامتناہی علم ہے؛ وہ علم جو فرشتۂ وحی کے ذریعہ، بیداری میں یا رویائے صادق میں یا ماسبق نبیوں کے ذریعہ۔۔۔ پیغمبروں کو عطا ہوتا تھا۔

خداوند عالم قرآن کریم میں رسول اکرمؐ کو حکم دیتا ہے کہ وہ خدا کی بارگاہ سے اپنے علم میں وسعت طلب فرمائیں: ”وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا[۱]“ اور یہ کہتے رہیں کہ پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما۔ قرآن کریم کی دوسری آیات میں، ان لوگوں کی سرزنش کی گئی ہے جو اہلِ علم و دانش نہیں ہیں اور علم کا فقدان، بہت سی مشکلات کا سبب ہے۔[۲]

تاریخ کی یقینی دلیلوں اور قرآن کریم کی آیات کے مطابق، رسول اکرمؐ کا ضمیر، بشری علوم کی تعلیم سے پاک تھا۔ آپ ایک مکتبی انسان تو تھے لیکن الٰہی مکتب اور حق کے علاوہ دوسرے مکاتب سے کچھ سیکھا نہیں، اس کے باوجود آپ بشریت کے معلم اور دارالعلوم اور یونیورسٹیوں کے بانی ہیں۔[۳]

ابن خلدون بیان کرتے ہیں: ”پیغمبر امّی تھے، لیکن امی ہونا ان کے لئے کمال تھا، کیونکہ آپ نے اپنا علم، عالم بالا سے لیا تھا؛ ہمارے برخلاف کہ امّی ہونا ہمارے لئے عیب ہے، کیونکہ امی ہونا ہمارے لئے جاہل ہونا ہے۔[۴]

قرآن کریم کے بلندترین معارف اور جامع اور ہمہ گیر احکام و قوانین نیز آنحضرت کی سیرت اور آپ کے ارشادات، آپ کی علمی عظمت اور دانش کی وسعت پر گواہ ہیں۔ بالیقیں آپ علم و دانش کا معدن اور دنیا کے دانشمندوں میں آپ کا نام سرِفہرست ہے۔

حصولِ علم و دانش کے باب اور اس کی منزلت واہمیت میں حدیثوں کی بہتات ہے۔ اس مقام پر ایک روایت کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے جس سے پیغمبر اکرمؐ کی نظر میں علم اور عالم کی منزلت و عظمت کا بخوبی اظہار

۱۔ سورہ طہٰ، آیت نمبر ۱۱۴
۲۔ سورہ بقرہ، آیت نمبر ۲۸۰؛ سورہ نحل، آیت نمبر ۹۵، سورہ عنکبوت، آیت نمبر ۱۵ وغیرہ۔۔۔
۳۔ مطہری، ص ۱۰۳ و ۱۰۴، ۱۳۷۳
۴۔ ابن خلدون، ص ۴۱۹، ۱۴۲۲ھ

ہوتا ہے۔ انصار میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی: اگر جنازہ کے کفن دفن میں شرکت کرنا اور ایک عالم کی علمی نشست میں شرکت کرنا، دونوں میں سے ایک کام میرے لئے ممکن ہو تو آپ کی نظر میں کون سا کام محبوب ہے، جس کو میں انجام دوں؟ حضرت نے فرمایا: "اگر جنازہ میں شرکت کرنے اور دفن و کفن کرنے والے ہوں تو اس عالم کی بزم میں حاضر ہونا زیادہ محبوب ہے چونکہ جو علوم، احادیث اور آیت الٰہی کی وہ تعلیم دیتا ہے ہزار جنازوں میں شرکت کرنے، ہزار بیماروں کی عیادت کرنے، عبادت خدا کے لئے ہزار رات قیام کرنے، ہزار روز روزہ رکھنے، ہزار دینار فقیر کو صدقہ دینے، ہزار حج کرنے اور خدا کی راہ میں ہزار بار جہاد کرنے سے افضل ہے۔ یہ چیزیں کہاں الٰہی علم کی مجلس میں حاضر ہونے کی برابری کر سکتی ہیں!؟ کیا تمھیں نہیں معلوم ہے کہ دل کی زندگی، الٰہی علم سیکھنے سے وابستہ ہے دل کی موت اور اس کی نابودی جہالت اور نادانی سے ہے!؟[1]

پیغمبر اکرمؐ دینی اور الٰہی علوم کے طلب گاروں کی توصیف اس طرح فرماتے ہیں: "دین کے مسائل اور احکام کا عالم، نادان لوگوں کے درمیان، ایسا ہی ہے جیسے مُردوں کے درمیان زندہ اور ہر چیز حتی دریاؤں کی مچھلیاں، ڈسنے اور چیر پھاڑ کھانے والے حیوانات، سب الٰہی علوم کے طلب گاروں کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں، لہٰذا دین کا علم حاصل کرو کیونکہ یہی علم تمہارے اور خدائے عزوجل کے درمیان رابطہ ہے، یقینا دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔"[2]

آنحضرت نے قیامت کے دن دو گروہوں کو حسرت انگیز بتایا ہے: "قیامت کے روز دو لوگ سب سے زیادہ افسوس کریں گے: ایک وہ شخص جس کے پاس دنیا میں وقت تھا لیکن آرام پسندی کی وجہ سے تلاش علم میں نہ جائے؛ دوسرا وہ شخص جو دین کی تعلیم دے اور لوگ اس پر عمل کرکے جنت میں چلے جائیں لیکن وہ خود اس علم پر عمل نہ کرے، وہ جہنم میں جانے کے لائق ہے۔[3]

اسی طرح آنحضرت مؤمن کے علم کی قدر و قیمت بہت خوبصورت انداز میں بیان فرماتے ہیں: "

۱۔ فتال نیشابوری، ص ۲۰، ۱۴۲۱ھ

۲۔ مفید، ص ۴۱، ۱۴۰۳ھ

۳۔ پائندہ، ص ۶۰، ۱۳۷۵

مرنے والے مؤمن کے ورثہ میں اگر ایک ورق کاغذ بچا ہو جس پر اس نے علم محفوظ کیا ہو، تو وہ قیامت کے دن اس کے اور آتش جہنم کے درمیان حائل بن جائے گا اور خداوند عالم اس ورق پر لکھے ہوئے ہر حرف کے عوض میں جنت میں ایک شہر عطا کرے گا جو کہ دنیا سے سات گنا بڑا ہوگا۔[1]

۲۔ مہربانی اور محبت

انسان کی تمام ضرورتوں کے درمیان "جذبات کی ضرورت" سب سے زیادہ اہم ضرورت، شمار ہوتی ہے۔ محبت کے بغیر زندہ تو رہا جا سکتا ہے؛ لیکن زندگی نہیں گزاری جا سکتی۔ دین اسلام نے محبت، خوش خلقی اور مؤمنین کے ساتھ نیک برتاؤ کو بہت اہمیت دی ہے اور انھیں اخلاق کی بلند ترین اقدار جانا ہے۔

کمسنی میں اس جذباتی ضرورت کا پورا کرنا، زیادہ ضروری ہے۔ بچے دوسروں کی توجہ اور محبت کی نسبت زیادہ حساس ہوتے ہیں۔ اسی لئے "روایات اور معصومین (ع) کی سیرت میں بچوں سے محبت کرنے پر بہت تاکید پائی جاتی ہے"۔ (حر عاملی، ج۱۵، ص۲۰۱، ۱۴۰۹ھ)

خدا کے بندوں سے محبت اور مہربانی کا اظہار کرنا، پیغمبر اکرمؐ کی نمایاں خصوصیات میں سے ہے۔

پیغمبر اکرمؐ کی عملی اور انفرادی و سماجی زندگی، مہر و محبت اور شفقت و مہربانی سے پُر ہے۔آنحضرت تمام لوگوں حتی بچوں کی نسبت دلسوز اور مہربان تھے۔

خداوند عالم نے سورۂ کی آیت نمبر ۱۲۸ میں، مؤمنوں کی نسبت پیغمبر اکرم (ص) کی مہربانی کو اس طرح بیان کیا ہے: "عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ" "اس پر تمہاری ہر مصیبت شاق ہوتی ہے وہ تمہاری ہدایت کے بارے میں حرص رکھتا ہے اور مومنین کے حال پر شفیق اور مہربان ہے۔

اس کے مقابل دوسری آیت میں، کافروں کے لئے آنحضرت کی سنجیدگی اور کرختگی کا تذکرہ کیا گیا ہے: "مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ"[2] "محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے لئے سخت ترین اور آپس میں انتہائی رحم دل ہیں۔

۱۔ صدوق، ص۷۳، ۱۴۰۸ھ
۲۔ سورہ فتح، آیت نمبر ۲۹

اگرچہ، ہر جگہ اور ہر زمانے کے لئے پیغمبر اکرمؐ نے خوش خلقی کی نصیحت کی ہے، لیکن گھر کے اندر، افراد خانوادہ (فیملی) کے ساتھ خوش رفتاری سے پیش آنے پر خصوصی توجہ دلائی ہے، اس طرح کہ نیک لوگوں کی نشانیوں میں سے ایک نشانی خانوادے کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ہے۔ آنحضرت نے ایک روایت میں فرمایا: "ایمان کے اعتبار سے بہترین آدمی وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہو اور جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور تمام لوگوں کے درمیان اپنے خانوادے کے لئے سب سے زیادہ مہربان ہو۔[1]

ایک دوسری روایت میں، آنحضرت کی ایک زوجہ کے حوالہ سے منقول ہے: پیغمبرؐ سے زیادہ خوش اخلاق کوئی نہیں تھا۔ صحابہ اور آپ کے خانوادے میں سے جب کوئی آپ کو پکارتا تھا تو آپ اس کا جواب ضرور دیتے۔[2]

آج تربیت کے اصولوں میں اہم ترین نکتہ جس پر تربیت کرنے والے خصوصی توجہ دیتے ہیں، وہ لوگوں، خاص طور سے بچوں اور بیوی سے بات کرنے کا انداز ہے۔ ممکن ہے بعض لوگ شرم کی وجہ سے یا اس لئے ان کے گھر والے زیادہ سر نہ چڑھ جائیں، دوسرے الفاظ میں گفتگو کریں، جب کہ پیغمبرؐ کی سیرت سے اندازہ ہوتا ہے کہ اہل و عیال سے گفتگو کرتے وقت بہترین الفاظ استعمال کرنا چاہیئے۔ ایک دوسری جگہ، اہل و عیال کی نسبت، پیغمبرؐ کی سیرت کے بارے میں وارد ہوا ہے: پیغمبرؐ جب اپنے اہل و عیال کے درمیان ہوتے تو سب سے زیادہ شوخ مزاج ہوتے تھے۔[3]

رسول اکرمؐ کی سیرت میں ایک اور بات جس کو بار بار نقل کیا گیا ہے، بچوں کا احترام کرنا ہے۔ ایک روایت میں انس بن مالک سے منقول ہے کہ پیغمبر خداؐ جب بچوں کے نزدیک سے گزرتے تھے تو انھیں سلام کرتے تھے۔[4] ہو سکتا ہے بعض لوگ یہ تصور کریں کہ چونکہ بچے چھوٹے ہوتے ہیں لہٰذا ہمیشہ انھیں چاہئے کہ بڑوں کو سلام کریں، جب کہ انھیں سماجی آداب سکھانے کی ذمہ داری بڑوں پر ہوتی ہے۔

۱۔ مجلسی، ص ۳۸۷،، ج ۶۸، ۱۴۰۳ھ

۲۔ اصبہانی، ص ۱۳۷، ج ۱، ۱۹۹۸ء

۳۔ مناوی، ص ۱۸۰، ج ۵،، ۱۴۰۵ھ

۴۔ بخاری، ص ۲۳۰۶، ج ۵، ۱۴۰۷ھ

پیغمبر اکرمؐ اپنی عظمت و بزرگی کے باعث، بچوں کے ساتھ خوش خلقی حتی بہت سے موارد پر ان سے مذاق بھی فرماتے تھے۔ ایک روایت میں انس سے منقول ہے: کبھی کبھی میں اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ پیغمبرؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تھا۔ آنحضرت اس بچہ کو دیکھتے تو اس سے مذاق کرتے اور فرماتے: ''یَا اَبَا عُمَیرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیرُ'' (ابوطلحہ انصاری کے ایک فرزند کا نام ابو عمیر تھا جس کے پاس گوریّا جیسا ایک چھوٹا سا پرندہ تھا (جس کو عربی میں نُغَیر کہا جاتا ہے) جس سے وہ بہت محبت کرتا تھا، جب وہ مر گیا تو پیغمبرؐ اس سے مذاق فرماتے ہوئے کہتے تھے) ابو عمیر، نغیر کے ساتھ کیا کیا، وہ کہاں ہے؟۔[۱]

پیغمبر اکرمؐ کی رحمت و محبت میں اتنی زیادہ وسعت تھی کہ آپ اپنے صحابہ اور پیروی کرنے والوں کو بہت وسیع پیمانہ پر احسان اور محبت کا درس دیتے تھے۔

ایک روز پیغمبر اکرمؐ صحابہ کی ایک جماعت سے، جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، فرمایا: ایک شخص کو چلتے ہوئے صحرا میں بہت شدید پیاس لگی۔ وہ اپنی پیاس بجھانے کے لئے ایک کنویں میں داخل ہوا اور اس کے پانی سے اپنی پیاس بجھائی، اسی وقت اس کی نظر ایک کتّے پر پڑی جو پیاس کی شدت سے تڑپ رہا تھا اور اپنا منہ زمین پر رگڑ رہا تھا، اس آدمی نے یہ سوچا کہ بے چارے جانور کو بھی اسی کی طرح پیاس کا احساس ہے اور پانی نہ پانے کی وجہ سے تکلیف میں ہے۔ اس کے اندر رحم دلی اور مہربانی کے احساس نے جوش مارا، لہٰذا اس نے پیاسے جانور کو سیراب کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ شخص اس ارادے سے دوبارہ کنویں کے اندر گیا اور اپنے جوتوں کو پانی بھر کر جانور کے سامنے رکھا، جو پیاس سے جان بہ لب تھا، خداوند عظیم نے اس کے اس نیک عمل کے عوض میں اس کے گناہوں کو بخش دیا۔ حضرت کے صحابہ نے عرض کی: کیا ہم لوگوں کو جانوروں کی خدمت کرکے ثواب حاصل ہوگا؟ حضرت نے فرمایا: ہاں، خداوند عالم کی بارگاہ میں زندہ جانوروں کی ہر خدمت کا ثواب تمہیں دیا جائے گا۔[۲]

پیغمبر اکرمؐ کی سیرت اور تاریخ کا جائزہ لینے کے بعد یہ نتیجہ لیا جا سکتا ہے کہ رسالت کی انجام دہی میں آپ کی کامیابی کا راز، حسن خلق اور نیک برتاؤ میں پوشیدہ ہے، آپ کے حسنِ خلق سے ہی آنحضرت کا دین دنیا کے

۱۔ اصبہانی، ص ۱۵۴، ج ۱، ۱۹۹۸ء

۲۔ موسوی لاری، ص ۲۴۳، ۱۳۵۸

گوشے گوشے تک پہونچا اور لوگ دل و جان سے آپ کے دین کو چاہنے لگے ۔ رسول اکرمؐ نے اپنے اس انداز سے، جو آپ نے وحی الٰہی سے سیکھا تھا، نہ صرف ہدایت کے لئے آمادہ دلوں کو جذب کیا بلکہ قسم خوردہ دشمن کو بھی گہرے دوست میں بدل دیا۔

۳۔ تواضع

تربیت اور سعادت کی منزل تک پہونچنے میں ایک بہت ہی اہم رکاوٹ کا نام تکبر غرور اور خود پسندی ہے یہ ایک ایسی صفت ہے جس کی وجہ سے انسان کے لئے ہدایت کو قبول کرنے کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اسی صفت کی وجہ سے تربیت شدہ لوگ اور تربیت کرنے والوں میں فاصلہ پیدا ہو جاتا ہے۔

جتنا انسان کے اندر تواضع اور انکساری کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی ہدایت اور خدا سے قرب کا امکان بڑھ جاتا ہے اسی وجہ سے تواضع وانکساری انسان کے پسندیدہ اور بہت ہی اہم صفات میں سے ایک ہے، تواضع کی بہترین مثال یہ ہے کی انسان خود کو دوسروں سے بالاتر اور بڑا نہیں سمجھتا۔

خداوند عالم نے قرآن مجید میں بنی امیہ کے اس شخص کے بارے میں اس آیت کو نازل کیا ہے جس نے ایک نابینا کو دیکھ کر اپنی بزرگی کا اظہار کیا اور اپنا منہ پھیر لیا ارشاد ہوتا ہے: (عَبَسَ وَتَوَلّٰی. اَن جَاءَہُ الْاَعْمٰی وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰی)[۱] اس نے منہ بسور لیا اور پیٹھ پھیر لی، کہ ان کے پاس ایک نابینا آگیا، تمہیں کیا معلوم شاید وہ پاکیزہ نفس ہو جاتا۔ خدا نے اس آیت کو نازل کرکے اس متکبرانہ رفتار کرنے والے شخص کی تنبیہ کی ہے۔

دین اسلام کی نگاہ میں عزت کا سرچشمہ خدا، رسول اور مومنین ہیں، اسلام مومنین کے اندر تکبر کی ذلت کو پسند نہیں کرتا، اسلام کی نگاہ میں مومنین صاحب عزت ہیں، ایک مومن اجتماعی طور پر جس کردار اور عمل کو پیش کرتا ہے اسی کا نام تواضع ہے، دوسرے الفاظ میں اگر یہ سوال کیا جائے کی دوسروں کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرنا چاہئے؟ تو اس کا بہترین جواب سورہ کہف کی آیت نمبر ۱۱۰ میں موجود ہے اس آیہ کریمہ میں تواضع کے میزان کو بیان کیا گیا ہے خداوند عالم اپنے حبیب کو خطاب کرکے فرماتا ہے "قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" اس آیت

۱۔ سورہ عبس آیت ۱۔۳

سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کی انسان کو اپنے مقام اپنے رتبے اور جاہ حشم کی وجہ سے غرور میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔

خداوند عالم نے پیغمبر اکرمؐ کی خوش رفتاری کے بارے میں فرمایا: پیغمبر یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے نرم ہو ورنہ اگر تم بد مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔[۱] (محدثی ۱۳۸۵، ص ۴۳)

پیغمبر اکرمؐ کے عمل و کردار میں کوئی فرق نہیں تھا جب آپ یتیم ولاچار تھے تب اور جب آپ لوگوں کے رہبر اور رہنما بنے تب بھی۔

امام باقرؑ فرماتے ہیں رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں ایسی ہیں جسے مرتے دم تک میں نہیں چھوڑونگا تاکہ میرے دنیا سے جانے کے بعد وہ تمام چیزیں میری سنت بن جائیں۔

غلاموں کے ساتھ زمین پر بیٹھ کو کھانا کھانا، گدھے کی برہنہ پشت پر سواری کرنا، اپنے ہاتھوں سے بکری کا دودھ دوہنا، موٹے اور دبیز لباس پہننا اور بچوں کے ساتھ کھیلنا۔

''خَمسٌ لَا ادعھُنّ حتیٰ المماتِ الاکلُ علی الحضیضِ مَع العیدِ، وَرُکوبی الحمارَ مَوکِفاً و حَلْبِی العنزَ بِیدِی، ولبسُ الصوفِ والتّسلیمُ عَلَی الصِّبیانِ لِتکُون سنۃ من بعدی''[۲]

امام صادقؑ سے ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اکرمؐ زیادہ تر زمین پر قبلہ رخ ہی بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور کہتے تھے میں بھی ایک بندہ سے زیادہ کچھ نہیں ہوں جس طرح ایک عام انسان کھانا کھاتا ہے اسی طرح میں بھی کھاؤں گا اور انھیں کی طرح زمین پر بیٹھوں گا۔[۳]

رسول اکرمؐ کی عملی سیرت اور آپ کی باتیں تواضع وانکساری سے سرشار اور غرور و گھمنڈ سے بہت دور ہیں پیغمبر اکرمؐ کی یہ سیرت رہی ہے آپ ہر اس چیز سے بہت دور رہتے تھے جس سے تکبر کی بو آتی تھی اور اپنے

۱۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۵۹
۲۔ صدوق، ص ۱۴۰۸، ۴۴ھ
۳۔ مجلسی، ص ۲۲۹، ج ۱۶، ۱۴۰۳

چاہنے والوں کو بھی خبر دار کرتے رہتے تھے، آپ نے فرمایا: جو بھی زمین پر تکبر و غرور سے چلتا ہے اس پر زمین کے اندر اور زمین کے اوپر رہنے والے لعنت بھیجتے ہیں۔ [۱]

۴۔ صداقت

انسان کی ایک بہت ہی عظیم فضیلت اور اس کا نیک عمل اسکی صداقت اور سچائی ہے، یہ ایک ایسی فضیلت ہے جسے خدائی مکتب کے ساتھ ساتھ مادہ پرست مکتب کے لوگ بھی عظیم اور بلند سمجھتے ہیں ایک نیک اور طیب وطاہر انسان کی خاصیت یہ ہے کی اسکی زبان اور اس کا دل ایک ہو، اس کا ظاہر و باطن بھی ایک ہو یعنی اسے جس بات کا یقین ہو وہی بات اپنی زبان سے جاری کرے اسلامی منابع میں مختلف طریقے سے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ انسان ہمیشہ سچ بولے اور اس عظیم صفت کو اپنے ایمان اور دین کی بنیاد سمجھے خداوند عالم سورہ نحل میں ارشاد فرماتا ہے: جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور جو اللہ کی نشانیوں کی تصدیق نہیں کرتے وہ جھوٹے ہیں یعنی جھوٹے لوگ اللہ کی نشانیوں پر ایمان نہیں رکھتے (نحل، آیت ۱۱۷) رسول اکرمؐ نے جھوٹ کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ [۲]

خدا کی جانب سے بھیجے ہوئے نمائندوں کی گفتار اور اعمال میں صداقت اور سچائی لوگوں کے اندر اطمینان وسکون عطا کرتی ہے جسکی وجہ سے لوگ ان کی باتوں کو آسانی سے قبول کر لیتے ہیں۔ دوسروے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر لوگوں کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ الٰہی نمائندے جھوٹ بول رہے ہیں تو ان کا یقین واعتماد ختم ہو جاتا ہے۔

رسول اکرمؐ نے جھوٹ کی قباحت کے سلسلے میں فرمایا ہے: مومن جب بھی بغیر کسی عذر کے جھوٹ بولتا ہے تو ستر ہزار ملائکہ اس پر لعنت کرتے ہیں اس کے دل سے ایک عجیب بدبو نکلتی ہے جو آسمان تک پہونچتی ہے اور خداوند عالم اس جھوٹ کی وجہ سے ستر زنا جس میں اس نے اپنی ماں سے بھی زنا کیا ہو، اس کے نامہ

۱۔ صدوق، ص ۶۲۷، ۱۴۰۵
۲۔ حر عاملی، ص ۱۲۵، جلد ۱۶، ۱۴۰۹ ھ

اعمال میں لکھ دیتا ہے۔[1]

ج) معاشی اخلاق کی تربیت

دین اسلام، دنیا و آخرت دونوں کا دین ہے۔ دین اسلام جہاں آخرت کو سنوارنے کے اصول بیان کرتا ہے وہیں دنیا کو سنوارنے کے بھی قواعد بیان کرتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کی اسلام چاہتا ہے کی انسان اپنے معاشیات کی بھی فکر کرے۔ اسلام نے بہت ہی اہم ذرائع بھی بیان کیئے ہیں تا کہ انسان اپنا معاشی نظام صحیح کر سکے، دین اسلام نے جہاں اس بات پر زور دیا ہے کہ انسان اپنے معاشی امور کی اصلاح کرے وہیں اس بات پر بھی بہت توجہ دلائی ہے کہ زندگی کے مخارج اور مصارف میں میانہ روی اور اعتدال سے کام لے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اسلام کا مقصد یہ بھی ہے کہ انسان اپنی ضروریات کے مطابق ہی معاشیات سے استفادہ کرے چونکہ معاشیات کے ذریعہ انسان اپنے امور کی اصلاح کر سکتا ہے اور اپنی آخرت کو بھی سنوار سکتا ہے۔ رسول اکرمؐ نے تمام معنوی اور بلند اہداف کے ساتھ ساتھ معاشیات کی صحیح راہوں کو بھی بیان کیا ہے آپ نے معاشیات کے مسائل پر بہت زیادہ توجہ کی ہے آپ خود بھی اس پر عمل کرتے تھے اور اپنے چاہنے والوں کو بھی اس بات کی طرف متوجہ کرتے رہتے تھے انسان کی معاشی زندگی کا پیمانہ یہ ہے کہ انسان قناعت پسند ہو اور جھوٹی شان سے دور رہے اور ایک عام زندگی بسر کرے ان تمام چیزوں کو ہم رسول اکرمؐ کی سیرت میں دیکھ سکتے ہیں۔

سادگی، قناعت اور حشم و خدم سے دوری

اگرچہ تاریخ میں خود نمائی، اسراف، اور دکھاوا معاشرے کے کچھ مخصوص لوگوں میں ہی پایا جاتا تھا لیکن آج یہ چیزیں ہماری ثقافت کا حصہ بن چکی ہیں کہ ہم ایک دوسرے کے چیزوں کی ظاہری خوبصورتی کو دیکھتے ہیں یہ بات بہت زیادہ عام ہو چکی ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ سماج میں ایک دوسرے کے قدم سے قدم ملا کر چلیں اور اپنی زندگی کو سکون اور عیش و آرام میں بسر کریں تو ہمارے پاس تمام مادی وسائل کا ہونا ضروری ہے، جس کی وجہ سے خود نمائی اور تجمل گرائی معیار بن گیا ہے جبکہ ہمارے سامنے رسول اکرمؐ کی زندگی ہے جس میں سادگی، قناعت، زہد، دنیا سے بے رغبتی یہ ساری چیزیں رسول اکرمؐ کی زندگی کے بنیادی اصول تھے اگر ہم آپ

۱۔ نوری، ص ۸۴، جلد ۲، ۱۴۰۸ھ

کی زندگی کو غور سے دیکھیں تو یہ ساری چیزیں خود بخود واضح اور روشن ہو جاتی ہیں۔

مفہوم کے اعتبار سے سادہ زندگی اور زہد کا مطلب یہ ہے کہ انسان دنیا سے دل نہ لگائے اتنا ہی کافی سمجھے جتنا اس کو ضرورت ہے تاکہ اس کا جسم بھی امان میں رہ سکے، رسول اکرمؐ کی زندگی سادہ زیستی اور قناعت کا بہترین نمونہ ہے جسے عملی طور سے ہم آپ کی زندگی میں مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

زاہد انسان بھی اگر چاہیں تو خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے اپنی زندگی کو بہت ہی پر سکون بنا سکتے ہیں یہ لوگ دنیا کی رنگینیوں سے اپنا دل نہیں لگاتے دوسروں کو خود پر مقدم رکھتے ہیں اپنے بارے میں سوچنے سے پہلے دوسروں کے بارے میں سوچتے ہیں مال دنیا سے تھوڑے ہی پر اپنی زندگی کا گذر بسر کرتے ہیں (وہ لوگ اپنے نفس پر دوسروں کو مقدم کرتے ہیں چاہے انھیں کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو)۔[۱]

رسول اکرمؐ کی زندگی اس طرح تھی کہ آپ سماج اور معاشرہ میں زندگی بسر کرنے والے درمیانی طبقہ کے سب سے نیچی سطح کے لوگوں کی طرح اپنی زندگی گذارتے تھے بعض روایتوں کی بناء پر جن لوگوں کی آمدنی کم تھی اور وہ فقیرانہ زندگی گزار رہے تھے آپ ان کی طرح ہی ایک سادہ زندگی گذارتے تھے آپ خود کو ان کی ہی طرح دیکھتے تھے اسی لئے آپ نے کبھی گیہوں کی روٹی نہیں کھائی۔ ایک روایت میں امام صادقؑ سے پوچھا گیا کہ جو روایتیں آپ کے والد بزرگوار کی طرف سے نقل ہوئیں ہیں جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے کبھی گیہوں کی روٹی نہیں کھائی وہ صحیح ہے یا نہیں؟ امام نے فرمایا: رسول اکرمؐ نے کبھی گیہوں کی روٹی نہیں کھائی، حد یہ ہے کی جو کی روٹی بھی کبھی پیٹ بھر نہیں کھائی۔[۲]

ابن مسعود سے منقول ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جب وہ رسول اکرمؐ سے باتیں کر رہا تھا اس کی زبان میں لکنت تھی رسول کہتے ہیں آرام سے بات کرو میں کوئی بادشاہ یا سلطان نہیں ہوں میں قریش کی اس عورت کا بیٹا ہوں جو گوشت کو پتھر پر رکھ کر سورج کی گرمی

۱۔ نراقی، سورہ حشر آیت ۹، ص ۲۷۵، ۱۳۸۰

۲۔ طبرسی، ص ۳۳۵، جلد ۱، ۱۳۷۵

سے پکا کر کھاتی تھی۔[۱]

آپ کی غذا جو کی روٹی اور کھجور تھی آپ اپنے کپڑے اور جوتے خود ہی سلتے تھے اس سادگی کے باوجود آپ فقیر ونادار نہیں تھے آپ اپنی دولت وثروت کو سماج اور معاشرہ کے فائدے کے لئے صحیح اور مناسب راستوں میں استعمال کیا کرتے تھے جیسا کی یہ جملہ آپ کی بات کی تایید کرتا ہے"نِعمَ المالُ الصالحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ" کتنی اچھی بات ہے کی انسان مال و دولت کو صحیح اور جائز راستوں سے حاصل کرے اور اسے پتہ ہو کی اس دولت کو ہمیں کہاں خرچ کرنا ہے اسی طرح رسول اکرمؐ فرماتے ہیں " (نِعمَ العَونُ عَلیٰ تَقوَی اللهِ الغِنیٰ" تقویٰ الٰہی کی راہ میں بہترین مددگار بے نیازی ہے (مطہری، ۱۳۸۶، ص۱۳۶) رسول اسلامؐ کی سادہ زندگی کی ایک بہترین مثال یہ بھی ہے کہ آپ مجلس وشادی میں یہ بات پسند نہیں تھی کہ آپ کو صدر مجلس یا جلسہ بنایا جائے، آپ کے بیٹھنے کی جگہ دوسروں سے بلند و بالا ہو، آپ ہمیشہ یہ فرماتے تھے کہ میرے دوست اور اصحاب سب لوگ حلقے میں بیٹھیں، مجلس میں کوئی اوپر نیچے بیٹھنے کی جگہ نہ ہو۔[۲]

ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کی قناعت، سادہ زندگی، رسول اکرمؐ کی زندگی کی بہت ہی اہم خصوصیات میں سے ہیں۔

د۔ اجتماعی تربیت

انسان کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ ملکر معاشرہ اور سماج میں رہنا پسند کرتا ہے اسی وجہ سے بغیر ارتباط اور بغیر لوگوں کے ساتھ کے انسان، کمال اور کامیابی کی منزلوں کو طے نہیں کر سکتا انسان اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب دوسرے لوگ اسے محبوب رکھتے ہوں اسی وجہ سے جن کے پاس اچھے دوست ہیں وہی لوگ انسانوں کے دلوں میں اپنا اثر چھوڑتے ہیں اور اپنے مد مقابل کو اپنی فکر سے ہماہنگ کرتے ہیں چونکہ سماج اور ایک اجتماعی زندگی میں انسان اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنالے اور معاشرہ میں افراد کے دلوں کو فتح کرلے۔ ہمارے خدا کے نمائندے خاص طور سے رسول اکرمؐ

۱۔ قزوینی، ص۱۱۰۱، جلد۲، ۱۴۲۵

۲۔ مطہری، ص۱۰۱، ۱۳۸۳

کا یہ طرہ امتیاز تھا کہ وہ اپنے عظیم ہدف و مقصد تک پہونچنے کے لئے لوگوں کے دلوں کو بدل دیا کرتے تھے تا کہ قیمتی معارف الٰہی بہتر اور اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان کے دلوں میں نفوذ کر سکے اس کام کو بہت اچھے طریقے سے معلم بشریت بن کر رسول اکرمؐ نے انجام دیا آپ نے اخلاقی تربیت اور اجتماعی تربیت کا ایک صحیح راستہ دکھایا تاکہ نسلوں کی اچھی پرورش کی جائے اور انھیں باادب بنایا جائے اس ہدف کو تب ہی حاصل کیا جا سکتا ہے جب گھر خاندان والے اپنے بچوں کی صحیح تربیت کریں حقُّ الوالِدِ علَی الولَدِان یُحَسِّنَ اسْمَہٗ وَیُحَسِّنَ اَدَبَہٗ ایک باپ کا اپنے بیٹوں پر حق یہ ہے کی وہ ان کا اچھا نام رکھے اور انھیں اچھا ادب و سلیقہ سکھائے۔

آیئے اب ہم رسول اکرمؐ کی عملی اور نظری سیرت کے سایہ میں اجتماعی تربیت کے کچھ اہم پیمانوں پر نظر ڈالیں :

۱۔ ضرورت مندوں کی مدد اور ان پر احسان

لوگوں کے دلوں کو جذب کرنے کا ایک عملی اور تجربہ شدہ طریقہ لوگوں کی مدد اور انکی خدمت کرنا ہے انسان کی فطرت یہ ہے کی جو لوگ کسی کے ساتھ نیکی اور احسان کرتے ہیں یا انکی مشکلات اور پریشانی کو دور کر دیتے ہیں ان کی طرف دل بہت جلدی مائل ہوتے ہیں، سماج اور معاشرہ میں ایک انسانی اور اخلاقی وظیفہ یہ ہے کی ہم ایک دوسرے کی مشکلات اور پریشانی کو ختم کرنے کے لئے تلاش و کوشش کریں، مسلمان کی ضرورت اور اس کی حاجت کو پورا کرنا بیس حج کے ثواب سے زیادہ ثواب رکھتا ہے، اس کے علاوہ خدا کے نزدیک بہت ہی محبوب کام ہے۔[۱]

معاشرہ میں ضرورت مندوں کو ان کا حق دینا اور ان کے حقوق کو زندہ کرنا، ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا انتظام کرنا، مال و دولت کا انتظام کرنا یہ سب وہ کام ہیں جن کے ذریعے ہم ان کی حمایت و مدد کر سکتے ہیں۔ سماج میں ضرورت مندوں کی ضروت کو ختم کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کی ہم ان کی عزت نیلام کر دیں، ان کی فقیری و مجبوری کو سر عام کر دیں بلکہ ان کی فقیری کو جڑ سے ختم کر دینا ہے اور ان وجہوں کو فراہم کرنا جن کی وجہ سے ہمارا سماج اور معاشرہ پھلتا پھولتا ہے جیسے ضرورت مندوں کی مدد کرکے انھیں بازار میں

۱۔ ابی یعقوب، ص ۱۰، ج ۲، ۱۴۰۵ھ

کام کاج میں لگایا جانا کمپنیوں کا کھولنا تاکہ اچھی چیزیں اور اچھے پروڈیکٹ بازار میں آئیں۔

رسول اکرمؐ نے اپنی ایک قیمتی حدیث میں ارشاد فرمایا: اپنے دینی بھائی کی مدد کرنا خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے ''مَن قَضٰی لِاَخِیہِ المومن حاجۃ کان کَمَن عبدَ اللّٰہ دَھَرَہ'' [۱] جو اپنے مؤمن بھائی کی مدد کرتا ہے اسے راہِ خدا میں جہاد کرنے والوں کا اجر دیا جائے گا۔

جو لوگ ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں ان کے مقام و مرتبہ کے بارے میں رسول اکرمؐ نے کچھ اس طرح سے بیان فرمایا ہے: اگر کوئی شخص اپنے دینی بھائی کی ضرورت کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے ۹ ہزار سال خدا کی عبادت کی ہو اس حالت میں کہ وہ دن میں روزہ سے رہا ہو اور رات میں شب زندہ داری کی ہے۔ [۲]

اسی طرح آپ نے مسلمانوں کی خدمت رسانی کے سلسلے میں ارشاد فرمایا: ''اَیھا المسلمُ مَاخدِم قوماً مِن المسلِمین اِلّا اعطاہُ اللّٰہُ مثلَ عَدَدِھم خُداماً فِی الجنۃ'' [۳] جو مسلمان، مسلمانوں کے ایک گروہ کی خدمت کرتا ہے تو خدا اسے جنت میں ان کی تعداد کے برابر خادمین عطا کرے گا۔

ایک مومن انسان کو کھانا کھلانے کا ثواب اور اجر اتنا زیادہ ہے جس کے بارے میں رسول اکرمؐ نے فرمایا: جو بھی کسی مومن کو پیٹ بھر کھانا کھلائے اس کا اجر و ثواب اتنا زیادہ ہوتا ہے جسے دونوں جہان کے خدا کے علاوہ کوئی بھی بندگان خدا شمار نہیں کر سکتے نہ خدا کے مقرب فرشتے اور نہ ہی خدا کے بھیجے ہوئے رسول۔ [۴]

حاصلِ کلام یہ کہ اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرنے اور ان تک مدد پہونچانے میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ رسول اکرمؐ کی نگاہ میں مسلمان ہی نہیں ہے ''مَن اَصبحَ وَ لاَیھتَم بِاُمورِ المُسلِمینَ فَلَیس

۱۔ طوسی، ص ۸۱ ۴، ۱۴۱۴ھ
۲۔ مجلسی، ج ۴۷، ص ۳۱۵، ۱۴۰۳ھ
۳۔ کلینی، ج ۲، ص ۲۰۷، ۱۳۸۲
۴۔ مجلسی، ص ۴۴۴، ۱۴۰۴ھ

مُسلِمٍ وَمَن سَمِعَ رَجُلاً یُنَادِی یَاَلَلْمسلِمینَ ! فَلَم یُجِبْہ فَلَیسَ بِمُسلِمٍ "[۱] جو بھی کسی مسلمان کی مدد اور فریاد رسی کو نہ پہونچے وہ مسلمان نہیں ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص یہ سنے کی کسی مسلمان کو فریاد رسی اور مدد کی ضرورت ہے لیکن کوئی جواب نہ دے ایسا شخص بھی مسلمان نہیں۔

۲۔ حسن معاشرت

لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا، اچھے سے ایک دوسرے کے ساتھ رہنا ایک دوسرے کی مدد کرتے رہنا خداوند عالم نے قرآن مجید میں اس بات پر بہت زیادہ زور دیا ہے ہمارے معصومین خاص طور سے رسول اکرمؐ نے بھی اس بات پر توجہ دلائی ہے کہ دین اسلام کے دستورات و قوانین کے مطابق ہمیں آپس میں اچھے سے پیار و محبت کے ساتھ رہنا چاہئے کسی کو یہ اختیار نہیں دیا گیا ہے کی وہ مادی چیزوں کی وجہ سے اپنے تعلقات کو روا رکھے اور غریب و فقیر افراد کی طرف ان کے فقر کی وجہ سے توجہ نہ دے بلکہ ہمیں چاہئے حشاش و بشاش ، خندہ رو چہرہ اور کھلے دل سے ایک دوسرے سے ملیں اور ایک دوسرے کی مشکلات کو ختم کریں معاشرہ میں جب ہم ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو مختلف طریقوں کے الفاظ او رالگ الگ طور و طریقہ سے ملتے ہیں ائین اسلام میں ایک دوسرے سے اچھے اور احسن طریقے سے ملنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اسی لئے اسلام کا ایک طریقہ یہ ہے کی جب ہم آپس میں ملیں تو ایک دوسرے کو سلام کریں، رسول اکرمؐ جب بھی کسی سے ملتے تھے تو اس بات کی رعایت کرتے تھے اس کا احترام باقی رہے اسکی تحقیر نہ ہو اسکی بے عزتی نہ ہو۔

جریر سے روایت نقل ہوئی ہے کہ جب بھی کوئی پیغمبر کے گھر جاتا تھا آپ اسے گھر میں اچھی جگہ بٹھاتے تھے اور اگر جگہ نہیں ہوتی تھی اور کوئی شخص زمین پر بیٹھ جاتا تھا تو رسول اکرمؐ اسے اپنا لباس دیتے تھے تاکہ وہ اسے زمین پر بچھا کر بیٹھ جائے۔

یحیٰ بن یعمر فرماتے ہیں : جریر جب پیغمبر کے گھر گئے تو اپ کے گھر میں پہلے سے ہی بہت لوگ تھے گھر میں جگہ نہ تھی جریر گھر کے باہر ہی بیٹھ گئے پیغمبر نے جریر کی طرف اشارہ کیا اپنا لباس دیا اور کہا اسے بچھا کر بیٹھ

۱۔ کلینی، ج ۲، ص ۱۶۴، ۱۳۸۲

جاؤ لیکن جریر نے اس لباس کو زمین پر نہیں بچھایا بلکہ اس لباس کا احترام کیا اور اسے اپنے سر صورت پر مل لیا۔[۱]

اسی طرح حضرت سلمان فارسی نقل کرتے ہیں: ایک دن میں رسول کی خدمت میں حاضر ہوا رسول تکیے پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی میں بیٹھا رسول نے وہ تکیہ مجھے دے دیا اور کہا سلمان اگر تمہارے پاس کوئی تمہارا دینی بھائی آئے اور تم اس کے احترام میں اسے تکیہ دیدو تو خدا گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔[۲]

اسی لئے رسول اکرمؐ کی ایک بہت ہی عظیم اور شایستہ خصوصیت یہ تھی کہ آپ کی شخصیت بہت ہی بلند و بالا تھی آپ اخلاق حسنہ کے عظیم درجات پر فائز تھے: "اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْم"[۳]

خلاصہ

دور حاضر میں اقدار کی زنجیروں اور مقدسات کی بنیادوں کے کمزور پڑ جانے کی وجہ سے، اخلاقیات، اخلاقی زندگی پر خطرات کے بادل چھائے ہوئے ہیں، دین کے مستحکم ترین عقیدے اس سے چھین لئے گئے ہیں، مکینیکل اور مستعار فکروں نے ان کی جگہ لے لی ہے، انسان باطنی اور ظاہری مختلف پریشانیوں میں گرفتار ہے اور دینی معارف میں بحران کا شکار ہے۔

اسی وجہ سے، انسان آج کل دنیاوی نعمتوں میں افراط اور تفریط سے کام لے رہا ہے اور پوری طرح دنیاوی اسباب کی جمع آوری میں مصروف ہے اور پرہیزگاری، سادگی، قناعت اور صداقت و۔۔۔ کا رنگ اس کی زندگی میں پھیکا پڑ چکا ہے۔ معنوی زندگی سے زیادہ مادی زندگی پر توجہ دیتا ہے۔

انبیائے الٰہی، بالخصوص رسول اسلامؐ نے تربیت کے بہترین طریقے اپنے پیروی کرنے والوں کے سامنے رکھے ہیں۔ ان کی عظیم زندگی کو تاریخ بشر میں کامیاب ترین مثال کے عنوان سے پیش کیا جا سکتا ہے۔

پیغمبرؐ کی سیرت کا جائزہ لینے سے معلوم ہو گیا کہ آپؐ کی اخلاقی اور تربیتی سیرت، دو خصوصیات کی وجہ سے، تربیت کا مناسب ترین اور بہترین سر مشق ہے: پہلی خصوصیت پیغمبر اکرمؐ کی ذات میں ہے اور دوسری

۱۔ اصبہانی، ج۱، ص۸۷، ۱۹۹۸ء

۲۔ گزشتہ حوالہ، ص۲۰

۳۔ سورہ قلم، آیہ ۴

خصوصیت شریعت اور مذہب میں ہے کیونکہ آنحضرت اسے خدا کی طرف سے بشریت کی ہدایت کے لئے لائے ہیں۔

اس مقالہ کی تحقیقات کے مطابق پیغمبر اکرمؐ کی گہربار زندگی معنویت، پاکیزگی، مہربانی سے سرشار رہی ہے۔ اس کا اخلاق و انفرادی اور معنوی آداب کے لحاظ سے آنحضرت کی زندگی، تقویٰ، پرہیزگاری، قناعت، کارخیر اور خُلقِ حسن، مروت اور جوانمردی، بخشش اور ایثار میں انسانیت کے لئے کامل ترین سرمشق ہے۔

اخلاق اور سماجی زندگی کے آداب کے اعتبار سے آنحضرت آزادی اور جمہوریت، خدمت خلق، محتاج اور مجبور انسانوں کی حمایت اور سرپرستی کرنے میں انسانی سماج کے لئے حقوق بشر کے علمدار ہیں۔

اس سلسلہ میں ہم رسول اسلامؐ کی راہ کے مسافر، صرف کتابوں اور تحریروں کو کافی نہ سمجھیں۔ حضرتؐ کے اخلاقی فضائل کو عملی جامہ پہنانے اور معاشرے میں انھیں عام کرنے کے لئے تعلیمی نظام جیسے اسکولوں، یونیورسٹیوں اور ثقافتی مراکز اور سوشل میڈیا جیسے: ریڈیو، ٹیلیویزن، اخبارات، میگزین کے ذریعہ، لوگوں کو واقف کرائیں تاکہ نبوی معارف اور اخلاق وآداب پورے معاشرے میں عام ہو جائیں۔

منابع:

ابراہیم زادہ، عیسی (۱۳۸۳) فلسفہ تربیت، تہران: ناشر دانشگاہ پیام نور

ابن خلدون، عبدالرحمان بن محمد (۱۴۲۲ق)، مقدمہ ابن خلدون، بیروت: ناشر دار العلم

ابن مسکویہ (۱۳۷۱)، تہذیب الاخلاق و تطہیر الاعراق، قم نشر بیدار

ابن منظور، مصری (۱۴۱۶ھ)، لسان العرب (ج ۴و۶)، بیروت: دار الاحیاء التراث العربی، چاپ اول

ابی یعقوب، احمد (۱۴۰۵ھ)، تاریخ یعقوبی (ج ۲)، بیروت، دار صادر

اتکینسون، ار، اف (۱۳۶۹)، درآمدی بہ فلسفہ اخلاق، ترجمہ سہراب علوی نیا، تہران: مرکز ترجمہ و نشر کتابت

احمدی، سید احمد (۱۳۷۸)، اصول وروشہای تربیت در اسلام، تہران، ناشر جہاد دانشگاہی، چاپ چہارم

اصبہانی، عبداللہ بن محمد بن جعفر (۱۹۹۸ء)، اخلاق النبی وادابہ (ج ۱)، بیروت، دار العلم للنشر والتوزیع

الٰہی قمشہ ای، مہدی (۱۳۷۵)، ترجمہ قرآن کریم، تہران، مؤسسہ نشر اسلامی، چاپ اول

بتائی، فاطمہ سادات (۱۳۹۰)، انسان امروز و سیرہ اخلاقی پیامبر اعظمؐ، پایان نامہ کارشناسی ارشد، حوزہ علمیہ خراسان

بخاری، محمد بن اسماعیل (۱۴۰۷ھ)، صحیح بخاری (ج۵)، بیروت، دار ابن کثیر الیمامہ

پایندہ، ابوالقاسم (۱۳۷۵)، ترجمہ نہج الفصاحۃ، تہران، ناشر جاویدان

حاکم حسکانی، عبید اللہ بن احمد (۱۴۱۱ھ)، شواہد التنزیل لقواعد التفصیل فی الآیات النازلہ فی اھل البیتؑ، تحقیق محمد بن باقر محمودی، تہران، مجمع احیاء الثقافہ الاسلامیہ

حر عاملی، محمد بن الحسن (۱۴۰۹ھ)، وسائل الشیعہ (ج۱۵و۱۶)، تحقیق، مؤسسہ آل البیت، قم، ناشر مؤسسہ آل البیت، چاپ چہارم

دشتی، علی (۱۳۸۲)، ترجمہ نہج البلاغہ، تہران، ناشر مکتب اسلامی

دھخدا، علی اکبر، (۱۳۸۲) لغت نامہ دھخدا، تہران، ناشر امیر کبیر، چاپ پنجم

راغب اصفہانی، حسین (۱۴۱۴ھ)، معجم مفردات الفاظ القران، تحقیق، ندیم مرعشلی، بیروت، دار الکتب العربی، طبع اول

سدیدی، عفت (۱۳۸۹)، سیرہ اخلاقی۔ خانوادگیؑ، پایان نامہ کارشناسی ارشد، حوزہ علمیہ سبزوار

شکوہی، غلام حسین (۱۳۸۲) مبانی واصول آموزش وپرورش، مشہد، آستان قدس رضوی، چاپ یازدہم

صدوق، محمد (۱۴۰۸ھ)، الامالی، مشہد، آستان قدس رضوی وبنیاد پژوہش ھای اسلامی

صدوق، محمد (۱۴۰۸ھ)، ثواب الاعمال، قم، مؤسسہ نشر اسلامی

صدوق، محمد (۱۴۰۴ھ)، من لایحضرہ الفقیہ، تحقیق، علی اکبر غفاری، قم، دفتر انتشارات اسلامی، چاپ دوم

صدوق، محمد (۱۴۰۳ھ)، خصال (ج۱)، ترجمہ سید احمد فہری، قم، مؤسسہ نشر اسلامی

طبرسی، حسن بن فضل (۱۳۷۵)، احتجاج (ج۱)، تہران، کتاب فروشی مصطفوی

طریحی نجفی، فخر الدین حسین (۱۳۹۶ھ)، مجمع البحرین (ج۳)، قم، المکتبۃ المرتضویہ، طباعت اول

طوسی، محمد (۱۴۱۴ھ)، امالی، قم، ناشر دار الثقافۃ

قتال نیشابوری، محمد (۱۴۲۰ھ) ، روضۃالواعظین، قم، ناشر رضی

فیض کاشانی، محمد محسن (۱۴۲۱ھ)، المحجۃالبیضاء (ج ۴) قم،انتشارات اسلامی، چاپ دوم

قزوینی، محمد بن یزید (۱۴۲۵ھ)، سنن ابن ماجہ (ج ۲) ، تحقیق محمد فواد عبد الباقی، بیروت، ناشر دار الفکر

قمی، شیخ عباس (۱۴۱۶ھ)، سفینۃالبحار (ج ۲) ، تہران، ناشر دار الاسوہ

کلینی، محمد بن یعقوب (۱۳۸۲ھ)، اصول کافی، (ج ا و ۲) تہران، ناشر مکتب اسلامی

لطفی میامی، اکرم (۱۳۹۰)، پیامبر اعظمؐ الگوی زندگی، رہ یافتی نو از سیرہ پیامبر اعظم، پیان نامہ کارشناسی ارشد، حوزہ علمیہ خراسان،

نراقی، ملا علی (۱۳۸۰)، معراج السعادہ، تہران، ناشر دھقان، چاپ سوم

نوری، میرزا حسین (۱۴۰۸ھ)، مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل (ج۱۱، ۲، ۱)، بیروت، مؤسسہ ال البیت الاحیاء التراث العربی، چاپ دوم

متقی ہندی، علی (۱۴۰۹ھ)، کنزالعمال (ج ۳ و ۶) بیروت، مؤسسہ الرسالۃ

مجلسی، محمد باقر (۱۴۰۴ھ)، عین الحیواۃ، تہران، ناشر قائم

مجلسی، محمد باقر (۱۴۰۳ھ)، بحار الانوار (۷۶، ۷۷، ۷۴، ۷۱، ۷۰، ۶۸، ۱۶، ۱)، بیروت، دار الاحیاء التراث العربی الثالثہ

محدثی، جواد (۱۳۸۵)، اخلاق معاشرت، قم، مرکز چاپ ونشر دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم، چاپ نہم

مطہری، مرتضی (۱۳۷۸) آشنائی باعلوم اسلامی، حکمت عملی، تہران، ناشر صدرا، چاپ پنجم

مطہری، مرتضی (۱۳۷۵)، تعلیم وتربیت در اسلام، تہران، ناشر صدرا، چاپ دہم

مطہری، مرتضی (۱۳۸۶)، وحی ونبوت، تہران، ناشر صدرا

مطہری، مرتضی (۱۳۸۳)، حکمت ہا واندرزھا، تہران، ناشر صدرا

مطہری، مرتضی (۱۳۷۳)، پیامبر امی، تہران، ناشر صدرا

مفیدؒ، محمد بن محمد (۴۰۳ھ)، امالی، قم ناشر جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ

مکارم شیرازی، ناصر (۱۳۸۶)، تفسیر نمونہ (ج ۱۳)، قم، دار الکتب الاسلامیہ

مناوی، عبد الرووف (۱۴۰۵ھ)، فیض الغدیر (ج ۵)، مصر، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ

موسوی لاری، مجتبیٰ (۱۳۸۵)، رسالت اخلاق در تکامل انسان، تہران، دفتر تبلیغات اسلامی

ہوشیار، محمد باقر (۱۳۸۵)، اصول آموزش وپرورش، تہران، ناشر دانشگاہ تہران